قرآن کی نظر میں سنت کی حیثیت

پروفیسر ظفر علی قریشی

مقالہ کا عنوان ان حضرات کے مخصوص نظریات کو سامنے رکھ کر تجویز کیا گیا ہے جو قرآن حکیم کو تو دین اسلام کی اساس ضرور خیال کرتے ہیں (خواہ اس میں ان کی اپنی من مانی تفسیر ہی کیوں نہ ہو) مگر حضور ﷺ کی ذات گرامی قدر جو مہبط وحی ہیں اور جنہوں نے قرآن حکیم کے اسرار و رموز، حقائق اور معارف کی تشریح کی اور خود کو اسلامی تعلیمات کے عملی نمونہ کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا، ان کے اقوال و افعال یعنی سنت نبوی کو کما حقہ وقعت نہیں دیتے اور مسائل دین میں ان کو حجت تسلیم نہیں کرتے۔

ان لوگوں کی رد میں مختلف اہل علم اور اہل قلم نے مضامین اور کتابیں لکھی ہیں۔ قرآن حکیم کے ایک مبتدی طالب علم کی حیثیت سے میں ایک گوشہ خیال کو بالخصوص زیادہ واضح کرنے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں، میری مراد اس بحث کے بنیادی سوال سے ہے کہ "آیا رسول اللہ ﷺ کے قول و فعل کو دین اسلام میں کوئی مقام، کوئی سند اور حجت حاصل ہے یا نہیں؟ اسے حتمی طور سے طے کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کی "قرآنی حیثیت" کے خدوخال کو واضح طور پر بیان کرنے کی ضرورت ہے۔ بالفاظ دیگر کن مقتدر ہستیوں کو اللہ کا رسول بنایا جاتا ہے، ان میں کیا کیا خوبیاں اور اوصاف ودیعت کئے جاتے ہیں، ان کی تعلیم و تربیت، رشد و ہدایت کا سلسلہ کیسے جاری رہتا ہے، ان کی حفاظت اور نگہداشت کس طرح سے کی جاتی ہے، ان میں اور دیگر انسانوں میں کیا مابہ الامتیاز اور فرق مراتب رکھا جاتا ہے اور ان کو بارگاہ قدس میں کیا خصوصی مقام حاصل ہے؟

ان سب امور کے بیان کرنے کی ضرورت اس لئے پیدا ہوتی ہے کیونکہ منکرین حدیث بار بار اس امر کا اعادہ کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ کا کام صرف وحی الٰہی کو دوسروں تک پہنچا دینا تھا یعنی وہ محض ایک نامہ بر کی حیثیت رکھتے تھے اس کے علاوہ وہ بھی عام انسانوں جیسے تھے اور ان سے بسا اوقات غلطیاں بھی سرزد ہو جاتی تھیں۔ وحی الٰہی کو پہنچانے کا کام بھی انہوں نے بحیثیت بشر ہی کے سرانجام دیا نہ کہ بطور نبی کے، اور جہاں کہیں **اطیعوا اللّٰہ** کے ساتھ **اطیعوا الرسول** کے الفاظ آئے ہیں، ان سے بھی مراد اطاعت اللہ ہے اور **اطیعوا الرسول** سے مراد آپ کی اطاعت محض آپ کی حیات مبارکہ تک ہی محدود تھی نہ کہ سنت رسول اللہ

ﷺ کی پیروی بعد از رحلت بھی، جیسا کہ مسلمانوں کا عقیدہ قرون اولیٰ سے لیکر اب تک رہا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اس بارے میں قرآن حکیم میں انبیاء علیہم السلام کی نسبت کیا ارشاد ہوا ہے اور کہاں تک وہ ان حضرات کے دعاوی سے تطابقت رکھتا ہے یا متعارض واقع ہوا ہے۔ دیگر انبیاء علیہم السلام کے حالات و کوائف جاننے سے اور ان کے منصب کو پہچاننے سے ہم حضور ﷺ کے منصب رسالت کو بھی سمجھ سکتے ہیں کیونکہ وہ سب ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں جو باہم مربوط، منسلک اور ہم آہنگ ہیں۔

قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد فرمایا:

ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا

پھر ان کے پاس ہم نے اپنے پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے (ہدایت کے لئے) بھیجا۔ (۱)

ایک اور جگہ فرمایا:

رُسُلاً مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزاً حَكِيْماً

ان سب کو خوشخبری دینے والے اور خوف دلانے والے پیغمبر بنا کر اس لئے بھیجا تا کہ لوگوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سامنے ان پیغمبروں کے آنے کے بعد کوئی عذر باقی نہ رہے اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت و حکمت والا ہے۔(۲)

اس سلسلے میں سب سے پہلی بات جو قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ منصب رسول ﷺ ہر کس و ناکس کو نہیں دیا جاتا، اس کے لئے حق سبحانہ مخصوص ہستیوں کا انتخاب فرماتا ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ

اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی رسالت کا اہل ہے (۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ فرمایا:

وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا وَ اِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ

اور ہم نے انہیں دنیا میں چن لیا اور آخرت میں بھی وہ زمرہ صالحین میں ہونگے۔(۴)

حضرت موسیٰ کی نسبت فرمایا:

قَالَ يٰمُوْسٰى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِى وَ بِكَلَامِى فَخُذْ مَا اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ

اے موسیٰ! میں نے تمہیں انسانوں پر اپنی پیامبری اور اپنی ہم کلامی کے ذریعہ سے ممتاز کیا ہے، (چن لیا ہے) سو اب لو جو کچھ میں نے تم کو عطا کیا ہے اور شکر گزاروں میں سے رہو۔ (۵)

یہی نہیں کہ ان مقدس ہستیوں کے انبیاء مبعوث ہونے سے پہلے ہی ان کا انتخاب عمل میں آتا ہے بلکہ بسا اوقات ان کے عدم سے وجود میں آنے اور نبی مبعوث ہونے سے بہت پہلے ان کی بابت واضح طور پر بشارت دے دی جاتی ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیم کو حضرت اسحٰق کی بابت ان الفاظ میں بشارت دی گئی

وَ بَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ وَ بٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَ عَلٰۤى اِسْحٰقَ

اور ہم نے اسے بشارت دی اسحٰق کی کہ وہ نبی اور نیک بندوں میں ہوں گے اور ہم نے ابراہیم اور اسحٰق پر برکتیں نازل کیں۔ (۶)

حضرت زکریا کو حضرت یحیٰی کی بشارت ان الفاظ میں دی گئی

اور اللہ آپ کو یحیٰی کی خوشخبری دیتا ہے جو **کلمة اللّٰہ** کی تصدیق کرنے والے ہونگے اور مقتدا ہونگے اور بڑے ضبط نفس کرنے والے ہونگے اور نبی ہوں گے، صالحین میں سے۔ (۷)

اسی طرح سے حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ کی بابت بشارت دی گئی۔

وہ وقت یاد کرو جب فرشتوں نے کہا: کہ اے مریم! اللہ آپ کو خوشخبری دے رہا ہے اپنی طرف سے ایک کلمہ کی، اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہو گا، وہ دنیا اور آخرت دونوں میں معزز اور مقربوں میں سے ہوگا۔ (۸)

آنحضرتؐ کی بابت حضرت عیسیٰؑ ان الفاظ میں بشارت دیتے ہیں

وَ اِذْ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ

(اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہارے پاس اللہ کا پیغمبر بن کر آیا ہوں، تصدیق کرنے والا تورات کی جو مجھ سے پہلے بھیجی گئی اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آنے والے ہیں جن کا نام احمد ہو گا۔ (۹)

اس سے آگے چل کر ہمیں قرآن حکیم کے مطالعہ سے انبیاء علیہم السلام کی برگزیدہ جماعت کی چند خصوصیات ہمارے سامنے آتی ہیں۔ مثلاً حضرت نوح کی بابت ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا

وہ بڑے شکر گزار بندے تھے۔ (۱۰)

حضرت ابراہیمؑ کی بابت فرمایا:

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ

بے شک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے۔ (۱۱)

پھر فرمایا:

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَا اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ اُولِي الْاَيْدِيْ وَ الْاَبْصَارِ ۝ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ

اور آپ یاد کیجئے ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو جو (طاقتور) ہاتھوں والے اور (بینا) آنکھوں والے تھے' ہم نے ان کو ایک خاص بات کے ساتھ مخصوص کیا تھا اور وہ خاص بات یاد آخرت ہے اور بے شک وہ لوگ ہمارے ہاں منتخب (برگزیدہ) اور سب سے اچھے لوگوں میں سے تھے۔ (۱۲)

ایک جگہ فرمایا:

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا

اور آپ اس کتاب میں اسمٰعیل کا بھی ذکر کیجئے بے شک وہ وعدے کے بڑے ہی سچے تھے۔ رسول اور نبی تھے۔ (۱۳)

ایک جگہ ارشاد ہوا

وَاذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ مُوْسٰى اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا

اور آپ اس کتاب میں موسیٰ کا بھی ذکر کیجئے' بے شک وہ اللہ کے خاص کئے ہوئے بندے تھے' وہ رسول اور نبی تھے (۱۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت فرمایا:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ

بے شک آپ اخلاق حسنہ کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔ (۱۵)

ان سب آیات اور دیگر اسی قسم کی آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی یہ جماعت اپنی سرشت اور طینت میں لازماً" صابر' شاکر' راستباز' نیکو کار' صالح اور امین ہوتی ہے۔

یہی نہیں کہ انبیاء علیہم السلام فطرتاً" نیکو کار' صالح اور پاکباز واقع ہوئے ہیں بلکہ انکی علم و حکمت سے آراستگی' تربیت خصوصی اور رشد و ہدایت کا مسلسل فیضان بھی ذات سبحانہ تعالیٰ کا مرہون منت ہے' وہ کسی دنیاوی درس گاہ یا معلم کے فیض یافتہ نہیں ہوتے اور اس خصوصیت میں بھی وہ تمام دوسرے انسانوں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ چنانچہ مختلف انبیاء علیہم السلام کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔

حضرت آدمؑ

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

اور علم دے دیا (اللہ تعالیٰ نے) آدم کو ان سب چیزوں کے اسماء کا (۱۶)

حضرت یعقوبؑ

وَ اَعۡلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ

اور مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ علم ملا ہے جو تم نہیں جانتے۔ (۱۷)

حضرت ابراہیمؑ

یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ قَدۡ جَآءَنِیۡ مِنَ الۡعِلۡمِ مَا لَمۡ یَاۡتِکَ فَاتَّبِعۡنِیۤ اَهۡدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا

اے میرے باپ میرے پاس ایسا علم پہنچا ہے جو تمہارے پاس نہیں آیا تو تم میرے کہنے پر چلو۔ تم کو سیدھا راستہ بتاؤں گا۔ (۱۸)

حضرت یعقوبؑ

وَ اِنَّهٗ لَذُوۡ عِلۡمٍ لِّمَا عَلَّمۡنٰهُ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَعۡلَمُوۡنَ

اور وہ بلا شبہ بڑے عالم تھے اس وجہ سے کہ ہم نے ان کو علم دیا تھا' لیکن اکثر لوگ اس کا علم نہیں رکھتے۔ (۱۹)

حضرت خضرؑ

وَ عَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا

اور ہم نے اپنے پاس سے اس کو علم سکھایا (۲۰)

حضرت یوسفؑ

وَ کَذٰلِکَ یَجۡتَبِیۡکَ رَبُّکَ وَ یُعَلِّمُکَ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ

اور اسی طرح تمہارا رب تم کو منتخب کرے گا اور (تم کو علوم دقیقہ بھی دے گا مثلاً") تم کو خوابوں کی تعبیر کا علم دے گا۔ (۲۱)

ان آیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو ذات باری علم نبوت سے سرفراز کرتی ہے جس کو الہامی معرفت یا حکمت ربانی یا علم باطنی کہہ سکتے ہیں' یہ آیات اس نظریہ کی تردید کرتی ہیں کہ انبیاء بالعموم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالخصوص صرف "ما انزل اللّٰہ" (یا وحی الٰہی جو کتاب میں مذکور ہے) کے پہنچانے پر مامور تھے اور اس کے علاوہ ان کو کوئی دوسرا علم نہیں دیا گیا تھا' اس لئے کہ حضرت آدم اور دیگر انبیاء جن کا ان آیات میں تذکرہ ہے' صاحب کتاب انبیاء نہ تھے اور حضرت آدم کے علم کے متعلق جو آیت درج ہے۔ اس وقت تک تو بنی نوع انسان موجود نہ تھی اور نہ کسی کتاب کے لکھے جانے کا سوال پیدا ہوا تھا' نیز یوں تو ہر علم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے سب انسانوں کو ملتا ہے لیکن یہاں اپنے پاس سے علم دینے پر زور دینے سے اللہ تعالیٰ کی مراد خاص علم ہے جس سے وہ اپنے برگزیدہ بندوں کو جن کو وہ نبی بناتا ہے' نوازتا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت یعقوب کو ایک دوسری آیت میں "ذو علم" کہا گیا ہے یعنی ان کی ذات میں علم بطور فطرت ثانیہ کے دیا گیا تھا۔ وحی الٰہی جو وقتاً" فوقتاً" انبیاء پر نازل ہوتی ہے۔ اس سے وہ مراد نہیں ہو سکتی بلکہ یہاں جس خاص علم کے دیئے جانے کی طرف آیت اشارہ کرتی ہے وہ بالکل الگ شے ہے۔

حضرت لوطؑ

وَ لُوطاً اٰتَیۡنٰہُ حُکماً وَ عِلۡماً

اور ہم نے لوط کو قوت فیصلہ اور علم عطا کیا۔ (۲۲)

حضرت سلیمانؑ

فَفَهَّمۡنٰهَا سُلَیۡمٰنَ وَ کُلّاً اٰتَیۡنَا حُکۡماً وَّ عِلۡماً

سو ہم نے اس (فیصلہ کی سمجھ) سلیمان کو دے دی اور قوت فیصلہ اور علم تو ہم نے ہر ایک (نبی) کو دیا تھا۔ (۲۳)

حضرت موسیٰؑ

وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗ اٰتَیۡنٰہُ حُکۡماً وَّ عِلۡماً

اور جب وہ اپنی پختگی کو پہنچ گئے اور (قوت جسمانیہ و عقلیہ سے) درست ہو گئے تو ہم نے ان کو قوت فیصلہ اور علم عطا فرمایا۔ (۲۴)

ان آیات میں علم کے ساتھ حکم کا دیا جانا آیا ہے' حکم کے معنی حق و باطل میں تمیز کرنا اور قوت کے فیصلہ ہیں' امام راغب اصفہانی اپنی کتاب المفردات فی غریب القرآن میں لکھتے ہیں:

والحکم بالشی ان تقضی بالشی بانه کذا او لیس کذا سواء الزمت ذلک غیره اولم تلزمه

کسی شے پر حکم کرنا یا فیصلہ کرنا کہ وہ ایسی ہے یا نہیں ہے قطع نظر اس بات سے کہ اس فیصلہ کا تم دوسرے کو پابند کر سکو یا نہ کر سکو۔ (۲۵)

ان آیات سے یہ بات عیاں ہو گئی ہے کہ قوت فیصلہ کا دیا جانا' علم کے علاوہ ہے یعنی وہ خصوصی صفت ہے جو انبیاء علیہم السلام کو دی جاتی ہے' اس کا وحی الٰہی سے جو کتاب میں درج ہوتی ہے جداگانہ مقام ہے۔ یہ نکتہ بھی اس نظریہ کی تردید کرتا ہے کہ انبیاء صرف وحی الٰہی کو محض نامہ بر کی حیثیت سے دوسروں تک پہنچانے پر مامور ہیں اور اس کے علاوہ ان میں کوئی اور خاص ما بہ الامتیاز صفت نہیں ہوتی۔

حضرت لقمانؑ

وَ لَقَدۡ اٰتَیۡنَا لُقۡمٰنَ الۡحِکۡمَةَ

اور ہم نے لقمان کو حکمت (دانشمندی) عطا فرمائی۔ (۲۶)

حضرت داوٗدؑ

وَ شَدَدۡنَا مُلۡکَہٗ وَ اٰتَیۡنٰہُ الۡحِکۡمَةَ وَ فَصۡلَ الۡخِطَابِ

اور ہم نے ان کی سلطنت کو بڑی قوت دی اور ہم نے ان کو حکمت اور فیصلہ کرنے والی تقریر عطا فرمائی۔ (۲۷)

وَ اٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْکَ وَالْحِکْمَةَ وَ عَلَّمَهٗ مِمَّا یَشَآءُ

اور اللہ نے داؤد کو بادشاہت اور دانائی عطا کی اور جو چاہا انہیں سکھایا۔ (۲۸)

حضرت عیسیٰؑ

وَ لَمَّا جَآءَ عِیْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُکُمْ بِالْحِکْمَةِ وَلِاُبَیِّنَ لَکُمْ بَعْضَ الَّذِیْ تَخْتَلِفُوْنَ فِیْهِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ

اور جب عیسیٰ کھلی نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے فرمایا۔ میں تمہارے پاس حکمت کی باتیں لے کر آیا ہوں اس لئے کہ تم پر واضح کر دوں وہ بعض باتیں جن میں تم اختلاف کر رہے ہو۔ سو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ (۲۹)

دیگر انبیاء علیہم السلام

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَةٍ

اور جب اللہ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جو کچھ میں تمہیں کتاب اور حکمت (کی قسم) سے دوں۔ (۳۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَ عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا

اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت اتاری ہے اور آپ کو وہ سکھایا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا ہی فضل ہے۔ (۳۱)

مندرجہ بالا آیات کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ کتاب اور حکمت دو مخصوص جداگانہ چیزیں ہیں اولاً حضرت لقمان کو حکمت دی گئی وہ صاحب کتاب نبی تو درکنار ان کی نبوت بھی معرض بحث میں ہے۔ قرآن حکیم میں ایک جگہ آیا ہے:

یُّؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ وَ مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا

وہ جسے چاہے حکمت عطا کرتا ہے اور جسے حکمت عطا ہو گئی اسے یقیناً خیر کثیر عطا ہو گئی۔ (۳۲)

معلوم ہوا کہ عام آدمیوں کو بھی حکمت و دانائی دی جاتی ہے اور جس کو یہ نعمت ربانی مل گئی اس کو بہت ہی بڑی نعمت "خیر کثیر" حاصل ہو گئی۔ پھر انبیاء علیہم السلام جن کو خلق خدا کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ انتخاب کرتا ہے، ان کے نبی مبعوث ہونے پر بشارتیں دیتا ہے، ان کو اخلاق فاضلہ اور حسنات کاملہ سے نوازتا ہے، ان کو کیا کچھ حکمت و دانائی، فہم اور عقلمندی، اصابت رائے اور خوش فہمی نہ عطا کرتا ہو گا اس کا خود تذکرہ باری تعالیٰ نے میثاق انبیاء میں کتاب اور حکمت کے دیئے جانے سے فرمائی ہے۔ کتاب کے ساتھ حکمت کا لفظ لانا انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ میں انکی عظمت و رفعت کا اور اس خاص ربانی عطیہ یعنی روحانی بینش اور دینی

فہم و دانش کے خصوصی مقام اور بلند مرتبہ کا پتہ دیتا ہے۔

قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ

کہہ دے (اے پیغمبرؐ) کہ میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں۔ (۳۳)

اس کے علاوہ حضرت داؤدؑ کو سلطنت کے ساتھ ساتھ حکمت اور فصل الخطاب دیا گیا اور جو کچھ چاہا اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو جو چاہتے ہیں سکھاتے ہیں یہاں کسی طرح کا حصر نہیں ہے۔ کوئی حد فاصل مقرر نہیں ہے۔

نیز حضرت عیسیٰؑ کے ضمن میں جو آیت اوپر درج ہے اس میں کہا گیا ہے کہ ان کو وہ حکمت دی گئی جس سے بنی اسرائیل کے اختلافی مسائل کی تشریح و توضیح اور ان کا حل کرنا شامل ہے۔ پیغمبروں کو دینی بصیرت اور روحانی بصارت اتنی اعلیٰ اور ارفع قسم کی دی جاتی ہے جس سے وہ ہر عقدہ لاینحل کی گرہ کشائی کر سکیں، اختلافی مسائل پر کماحقہ روشنی ڈال سکیں۔ اس کا بار بار تذکرہ رسول ﷺ کی نسبت قرآن حکیم میں کیا گیا ہے۔

ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ

اسی ذات تعالیٰ نے ان پڑھوں میں ایک رسول ﷺ مبعوث کیا جو ان کو اس کی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ (۳۴)

امام ابن جریر طبری، اپنی مشہور تفسیر میں جس کو "ام التفاسیر" کے لقب سے پکارا جاتا ہے، حکمت کے لفظ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ حکمت ان احکام الٰہی کے علم کا نام ہے جن کا ادراک صرف رسول اللہ ﷺ کے بیان (تشریح و توضیح) سے ہو سکتا ہے اور ان کی نظیروں اور مثالوں کی معرفت کا نام حکمت ہے اور حکمت کا لفظ میرے خیال میں حکم سے نکلا ہے جس کے معنی حق و باطل میں تمیز کرنے کے ہیں۔ اس تفسیر کی تائید کہ رسول اللہؐ کو ایک خاص معرفت الٰہی اور حکمت ربانی دی گئی تھی، قرآن حکیم کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ

کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ (علم اور حکم سے) کشادہ نہیں کر دیا؟ (۳۵)

یہ بات صاف پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نسبت جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں، اس سے مراد صرف قرآن حکیم کی آیات پڑھ کر سنانا نہیں ہے بلکہ اپنے نور نبوت اور معرفت الٰہی سے ان کی تشریح و توضیح کرنا اور دیگر حکمت اور دانش کی باتیں بھی دوسروں تک پہنچانا آپ کا فریضہ منصبی تھا اور جیسے دیگر انبیاء علیہم السلام کو مختلف قسم کی خوبیوں اور صلاحیتوں سے نوازا تھا آپ جو "خلق عظیم" سے آراستہ تھے، آپ میں حکمت کا بہت گراں مایہ جوہر ودیعت کیا گیا تھا جس کو علماء وحی غیر متلو یا سنت نبوی کے الفاظ سے تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے لکھا ہے اس برگزیدہ جماعت انبیاءؑ کو

یہی نہیں کہ علم و حکمت سے آراستہ کیا جاتا ہے بلکہ ان کی تربیت خصوصی اور مسلسل رشد و ہدایت کا سلسلہ تا زندگی جاری رہتا ہے۔

یہ برگزیدہ جماعت باوجود اپنی رفعت مدارج اور بلندی مراتب کے' انسانوں ہی کی جماعت ہوتی ہے۔ جس بات کا تذکرہ قرآن حکیم بار بار کرتا ہے اور کبھی کبھی بشریت کے تقاضوں سے اسی برگزیدہ جماعت کے افراد سے ترک اولیٰ بھی سرزد ہو جاتا ہے جس پر بتوسط وحی ان کو متنبہ کر دیا جاتا ہے اور ان کی اصلاح کر دی جاتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے خداوند عالم مخاطب ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا

اور تو ٹھہرا رہ اپنے رب کے حکم پر تو تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ (۳۶)

جس ذات گرامی کی بابت ارشاد الٰہی ہو کہ وہ ہر لمحہ' ہر لحظہ اور ہر آن سبحانہ تعالیٰ کی نظروں کے سامنے ہے اور جس کا ہر قول اور فعل اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہے' اس کے بلند مقام اور رفیع درجات کا کیا عالم بیان ہو سکتا ہے۔ شیخ سعدی نے بجا طور پر بلغ العلیٰ بکمالہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ صرف یہ ایک آیت ہی اس موقف کے سارے تار و پود کو بکھیر دینے کے لئے کافی ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ محض ایک نامہ بر کی حیثیت رکھتے تھے اور بس۔ یہ علم و حکمت سے آراستگی' یہ معرفت ربانی کی پیہم نوازشیں' یہ رشد و ہدایت کا مسلسل فیضان ہی تو ہے جس کے باعث آنحضرت ﷺ کی بعثت کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک احسان عظیم سے تعبیر فرمایا جو ان کی عظیم المرتبت شخصیت کو مرجع ہونے پر صریح دلالت کرتی ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

اللہ نے مومنین پر احسان کیا ہے جو ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں سنوارتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور وہ اس سے قبل صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے (۳۷)

اسی مضمون کو اسی قبیل کی دوسری آیتوں میں بھی ارشاد فرمایا ہے

وہی ہے جس نے (عرب کے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی (کی قوم) میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو (عقائد باطلہ اور اخلاق مذمومہ سے) پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور دانشمندی (کی باتیں) سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ (آپ کی بعثت سے) پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔ (۳۸)

ان آیات میں پیغمبر ﷺ کا فریضہ منصبی بیان فرمایا ہے۔ اولاً یہ کہ رسول انہیں کی قوم میں سے اور انہیں کی جنس بشریت میں سے ہے۔ دوسرے انکا فریضہ یہ ہے کہ آیات الٰہی پڑھ کر سنائیں۔ تیسرے یہ کہ ان

لوگوں کا تزکیہ نفس کریں۔ چوتھے یہ کہ کتاب الٰہی کی تعلیم دیں، اس کے اسرار و رموز، غوامض اور نکات، محکمات اور متشابہات وغیرہ کی تشریح و توضیح کریں۔

پانچویں، اپنی دینی بصیرت اور حکمت خداداد سے جو معرفت الٰہی اور فیضان باری سے منور ہے دوسروں کو بہرہ ور کریں اور حکمت و دانائی کی باتیں بتائیں، اس فہم رسالت یا ملکہ نبوت کو قرآن حکیم حکمت کے لفظ سے تعبیر کرتا ہے اور عرف عام میں وحی غیر متلو کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان آیات کا ماحصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فریضہ رسالت صرف آیات الٰہی کے پڑھنے سے ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ان کی تشریح و توضیح کرنا بھی آپ کا فرض ہے۔ اس کے علاوہ اپنے متبعین کا تزکیہ نفس کرنا فرائض منصبی میں شامل ہے جس کی بجا آوری میں وحی الٰہی اور نور نبوت دونوں سے اکتساب ضروری ہے نیز یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا فریضہ محض ایک نامہ بر کا نہیں ہے بلکہ وہ صحیح معنوں میں معلم اور ہادی ہیں جو اپنے پیروؤں کی فلاح اور بہبود پر مامور من اللہ ہیں، کتاب اور حکمت کی تعلیم کی جو تشریح اوپر بیان کی گئی ہے اس کی تائید مزید قرآن حکیم کی دیگر آیات سے بھی ہوتی ہے۔ ایک جگہ جناب رسالت کی نسبت ارشاد ہے۔

يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ

وہ (پیغمبرؐ) ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان کے لئے حلال بتلاتے ہیں اور گندی چیزوں کو (بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ (۳۹)

اس آیت میں کہا گیا ہے کہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ فرمائیں وہ کیا جائے اور جس سے روکیں رک جائیں، جس کو وہ حلال قرار دیں وہ حلال ٹھہرے اور جس کو وہ حرام قرار دیں وہ حرام ٹھہرے۔ اس حقیقت کو ایک دوسری جگہ ان الفاظ میں فرمایا:

وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف اس لئے نازل کی ہے کہ جن امور (دین) میں لوگ اختلاف کر رہے ہیں آپ (عام لوگوں پر اس کو ظاہر فرما دیں)، ایمان والوں کی ہدایت (خاصہ) اور رحمت کی غرض سے (۴۰)

ایک اور جگہ فرمایا:

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

تو رسول (ﷺ) جو کچھ تمہیں دے دیا کریں وہ لے لیا کرو، اور جس سے وہ

تمہیں روک دیں رک جایا کرو۔ اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

(۴۱)

رسول اللہ ﷺ کی جلالت مرتبت اور صحیح مقام کو پہچاننا ان آیات سے اور زیادہ واضح ہو جاتا ہے جن میں کہا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جو ذات سبحانہ سے نور بصیرت عطا ہوا ہے۔ اس کی روشنی میں جب وہ لوگوں کے قضایا کے فیصلے کریں تو ان کو بسرو چشم مسلمانوں کو قبول کرنا چاہیے اور اگر ذرا بھی دل میں تنگی یا گرانی محسوس کی تو ایسے لوگوں کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ آیت کے الفاظ یہ ہیں۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرٰكَ اللّٰهُ

یقیناً" ہم نے آپ پر کتاب، حق کے ساتھ اتاری ہے تا کہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ اس کے مطابق کریں جو اللہ نے آپ کو علم دیا ہے۔ (۴۲)

ایک اور جگہ فرمایا:

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا اللّٰهَ وَ رَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَ أَطَعْنَا

ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ اور اس کے رسول(ﷺ) کی طرف کہ (رسول) ان کے درمیان فیصلہ کر دیں تو وہ (ایمان والے) کہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا۔ (۴۳)

ایک اور جگہ فرمایا:

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَ مَنْ يَعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُبِينًا

اور کسی مومن یا مومنہ کے لئے یہ درست نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی امر کا حکم دے دیں تو پھر ان کو اپنے (اس) امر میں کوئی اختیار باقی رہ جائے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں جا پڑا۔ (۴۴)

بلکہ ایک جگہ تو رسول اللہ ﷺ کی حیثیت زیادہ واشگاف الفاظ میں یوں ظاہر فرمائی

فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

سو آپ کے رب کی قسم ہے کہ یہ لوگ ایماندار نہ ہوں گے جب تک یہ لوگ اس جھگڑے میں جو ان کے آپس میں ہو آپ کو حاکم نہ بنا لیں اور پھر جو فیصلہ آپ کر دیں اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور اس کو پورا پورا تسلیم کر لیں (۴۵)

ان آیات میں سارا زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ کتاب اللہ میں جو کچھ درج ہے اس کے علاوہ جو رسول اللہ ﷺ کسی معاملہ میں فیصلہ کر دیں وہ بھی اسی طرح سے واجب الاطاعت اور نافذ العمل ہے جیسا کہ وحی الٰہی کا کوئی فیصلہ جو قرآن حکیم میں مذکور ہے' ان میں اصلاً" کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے۔

اس خصوصی مقام کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی ذات گرامی کو نمونہ عمل قرار دیا اور ان کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مترادف ٹھہرایا۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ

تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک بہتر نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کا امیدوار ہو۔ (۴۶)

ایک جگہ فرمایا:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

اے نبی کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا۔ (۴۷)

اطاعت رسول ﷺ کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا:

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔ (۴۸)

منکرین حدیث کا ایک شبہ یہ ہے کہ اگر کتاب اللہ کے ساتھ سنت رسول اللہ کو دینی حجت اور سند اور ایک جدا گانہ ماخذ شریعت مان لیا جائے تو اس سے کتاب اللہ کا قانون (نعوذ باللہ) نامکمل ٹھہرے گا لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے اس لئے کہ قرآن حکیم میں جہاں وحی الٰہی کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت' ان کے فرمودہ اوامر اور نواہی کے اتباع کا بھی حکم موجود ہے۔ اگر ما انزل سے مراد صرف قرآن حکیم کے الفاظ ہی لے لئے جائیں اور رسول اللہ ﷺ کے احکام یا اقوال سے انحراف برتا جائے تو وہ ما انزل اللہ یعنی قرآن کے حکم ہی سے انحراف شمار ہو گا اور یہ ما انزل اللہ کی پیروی نہ ہو گی بلکہ **افتومنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض الکتاب** (کیا تم کتاب کے کچھ حصے پر ایمان لے آتے ہو اور کچھ حصے کا انکار کرتے ہو۔) پر عمل ہو گا۔

حقیقت امر یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ ساتھ سنت رسول اللہ کا اتباع لازمی اور ضروری ہے کیونکہ بار بار قرآن حکیم **اطیعوا اللّٰہ** کے ساتھ **اطیعو الرسول** کا جملہ لایا گیا ہے' کیونکہ رسولؐ کی حیثیت رسالت ایک نمایاں مقام اور درجہ رکھتی ہے اور دین میں حجت اور سند ہے۔ قرآن حکیم میں بار بار آپ کے بشر ہونے کی حیثیت کا اعادہ کیا گیا ہے اس وجہ سے بعض لوگوں کو دھوکہ لگ گیا ہے لیکن اس سے یہ نتیجہ نکال لینا کہ وہ محض عام انسانوں جیسے انسان تھے اور ان کا خاص مقام نہیں ہے اور ان کا ہر قول و فعل و تقریر حجت نہیں ہے' ایک

دوسری طرف بھٹک جاتا ہے۔ وہ خالق ارض و سماء کے نمائندہ ہیں' اس کے فرستادہ اور رسول ہیں' اس کی بارگاہ میں ان کا خصوصی مقام ہے' ان سب حقیقتوں سے چشم پوشی کیسے کی جا سکتی ہے؟ کیا ان ہی کی شان میں یہ آیات نہیں آئی ہیں؟

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ

جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں تو وہ (واقع میں) اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔ (۴۹)

ایک جگہ فرمایا:

وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی

اور آپ نے (خاک کی مٹھی) نہیں پھینکی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی۔ (۵۰)

ایک اور جگہ فرمایا:

وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اور ہم نے آپ کو دنیا جہان کے لئے (اپنی) رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (۵۱)

ایک دوسری جگہ فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبیؐ پر' اے ایمان والو تم بھی اس پر درود و سلام بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔ (۵۲)

کیا قرآن حکیم میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حفظ مراتب کی بابت تاکیدی احکام نازل نہیں ہوئے ہیں جو ان کی عظیم شخصیت اور بلند مرتبہ کو ظاہر کرتے ہیں؟

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو جیسے آپس میں کھل کر بولا کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسا کرنے سے تمہارے اعمال برباد ہو جائیں اور تمہیں خبر تک نہ ہو۔ (۵۳)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُہٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ

نبی مومنین کی جانوں پر ان سے زیادہ اختیار رکھتے ہیں اور آپؐ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔ (۵۴)

کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی موجب تباہی اور بربادی نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِینَ یُحَآدُّونَ اللّٰہَ وَ رَسُولَہٗ اُولٰٓئِکَ فِی الْاَذَلِّیْنَ

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبر کی مخالفت کرتے ہیں یہ ذلیل ترین لوگ ہیں۔ (۵۵)

رسول اکرمؐ کی مخالفت و دشمنی جہنم ابدی کا باعث ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّہٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ فَاَنَّ لَہٗ نَارَ جَھَنَّمَ خَالِدًا فِیْھَا ذٰلِکَ الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ

کیا انہیں معلوم نہیں کہ جو کوئی مخالفت کرے گا اللہ اور اس کے رسولؐ کی سو اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔ اس میں وہ ہمیشہ پڑا رہے گا اور یہ بڑی رسوائی ہے؟ (۵۶)

فاعتبروا یا اولی الابصار

محمد عربی کابروے ہر دوسرا ست کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

حوالہ جات

۱۔ المومنون ۴۴	۲۔ النساء ۱۶۵	۳۔ الانعام ۱۲۵
۴۔ بقرہ، ۱۳۰	۵۔ اعراف، ۱۴۴	۶۔ الصافات، ۱۱۲، ۱۱۳
۷۔ آل عمران، ۳۹	۸۔ آل عمران، ۴۵	۹۔ الصف، ۶
۱۰۔ الاسراء ۳	۱۱۔ الصافات ۸۱	۱۲۔ ص، ۴۵ ۔ ۴۷
۱۳۔ مریم، ۵۴	۱۴۔ مریم، ۵۱	۱۵۔ القلم، ۴
۱۶۔ البقرہ، ۳۱	۱۷۔ یوسف، ۸۶	۱۸۔ مریم، ۴۳
۱۹۔ یوسف، ۶۸	۲۰۔ کہف، ۶۵	۲۱۔ یوسف، ۶
۲۲۔ الانبیاء ۴۷	۲۳۔ الانبیاء ۷۹	۲۴۔ یوسف، ۲۲
۲۵۔ مفردات القرآن، ۱۴	۲۶۔ لقمان، ۱۲	۲۷۔ ص، ۲۰
۲۸۔ البقرہ، ۲۵۱	۲۹۔ الزخرف، ۶۳	۳۰۔ آل عمران، ۸۱
۳۱۔ النساء ۱۱۳	۳۲۔ البقرہ ۲۶۹	۳۳۔ الانعام، ۵۷
۳۴۔ الجمعہ، ۲	۳۵۔ الانشراح	۳۶۔ الطور، ۴۸
۳۷۔ آل عمران، ۱۶۴	۳۸۔ الجمعہ، ۲	۳۹۔ الاعراف، ۱۵۷
۴۰۔ النحل، ۶۴	۴۱۔ الحشر، ۷	۴۲۔ النساء، ۱۰۵
۴۳۔ النور، ۵۱	۴۴۔ الاحزاب، ۳۶	۴۵۔ النساء، ۶۵
۴۶۔ الاحزاب، ۲۱	۴۷۔ آل عمران، ۳۱	۴۸۔ النساء ۸۰
۴۹۔ الفتح، ۱۰	۵۰۔ الانفال، ۱۷	۵۱۔ الانبیاء ۱۰۷
۵۲۔ الاحزاب، ۵۶	۵۳۔ الحجرات، ۲	۵۴۔ المجادلہ، ۲۰
۵۵۔ المجادلہ، ۲۰	۵۶۔ التوبہ، ۶۳	